Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Avمصنوعی ذہانتlable Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Women Leadership in Prayer: A Critical Analysis of Muslim Scholarly Views

Mahmooda Manzoor
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies
University of Okara, Okara
Dr. Muhammad Zahid Bilal
Assistant Professor, Department of Mass Communication
University of Okara, Okara
Dr. Abdul Ghaffar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
University of Okara, Okara
aghaffar488@yahoo.com

Abstract

This article explores the question of women's leadership in congregational prayer (Imāmah) within the broader context of contemporary Islamic discourses on gender, guided by classical and modern Muslim scholarly thought. Focusing particularly on the case of Umm-e-Waraqah (RA) and the precedent of female-led prayer in her household, the study analyzes primary hadith sources and the interpretations of various jurists and scholars across Islamic legal schools. While some jurists affirm the permissibility of women leading other women in prayer—citing practices of figures like Hazrat Aisha (RA) and Umm-e-Salamah (RA)—others restrict such acts, invoking principles of modesty and communal harmony. The article offers a nuanced analysis of these viewpoints and examines how contemporary Muslim societies might reconcile traditional jurisprudence with the modern educational and spiritual needs of women. It argues that the discourse on women's religious leadership must account for both historical precedents and contemporary realities, making space for responsible and context-aware reinterpretation within the Islamic framework.

Keywords: women's imamah, female-led prayer, contemporary Islamic thought, women religious authority, muslim thinkers

عورتوں کی امامت:

عورتوں کی امامت کے لیے ایک خاتون کا تقرر:

خود خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا:

امام ابو داؤد نے سُنن ابی داؤد میں باب امامۃ النساء قائم کر کے اس کے تحت جو احادیث ذکر کی ہیں ان کی تفاصیل یہ ہیں:

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ میں زخمیوں کی مدد کروں گی۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصب فرمادے۔ اس پر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تم اپنے گھر میں رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ اس کے بعد انہیں ”شہیدہ“ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے قرآن پڑھ لیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے ایک مؤذن رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں جس کی آپ نے اجازت دے دی۔

راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک غلام اور لونڈی کو اپنی وفات پر آزاد کرنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ ایک بات ان دونوں نے ان کا سانس چادر سے اس طرح بند کر دیا کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔ وہ دونوں بھاگ گئے۔ صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ان دونوں کے بارے میں جس کو علم ہے وہ پکڑ لائے۔ وہ پکڑے گئے اور ان دونوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ سرزمین مدینہ پر یہ اولین تھے جن کو سولی پر لٹکایا گیا۔

اس سے متصلاً دوسری روایت ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یذروھافي بیتھا وجعل لھا موذن یوذون لھا امرھا ان توم اھل دارھا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس خاتون کے ساتھ ملاقات کیلئے اس کے ہاں تشریف لے جائے۔ آپ نے اس کی خاطر ایک مؤذن مقرر فرمایا جو اذان دیتا اور اس خاتون کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرے۔

راوی حدیث عبد الرحمن بن خلاد انصاری اس مؤذن کے بارے میں کہتے ہیں کہ فان رایت مؤذنھا شیخا میں نے وہ مؤذن دیکھا ہے بڑی عمر کا تھا۔ اس واقع کے بعد امام ابن عبد البر حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرواتے ہوئے یہ لکھتے ہیں۔

وکان النبي ﷺ امرھا تو م اھل دار ھا وکان لھا موذن وکانت توم اعمل دارھا[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو اپنے میں گھر میں امامت کا حکم دیا۔ وہاں ایک موذن مقرر تھا اور وہ اہل دار کی امامت کرواتی تھیں۔

اور ان کے قاتلوں کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور سرزمین مدینہ میں سولی چڑھنے والے اولین یہی افراد تھے۔

اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

صدق رسول الله ﷺ حسين كان يقول انطلقوا بنا نزور الشهيدة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا جب آپ نے ہمیں فرمایا تھا۔ میرے ساتھ ایک شہیدہ خاتون کی ملاقات کیلئے چلو۔

بیہقی، مستدرک اور اسکی تلخیص میں اس بات کا اضافہ ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے فرائض کی جماعت کروانے کا حکم دیا تھا۔

وامرها ان توم اهل دارها في الفرائض [2]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں فرائض کی جماعت کروائے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ عورتوں مردوں کی امامت بھی کرواسکتی ہے۔

کیونکہ ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے اہل دار (بستی کے مکینوں) کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اس میں خواتین کے علاوہ مرد بھی تھے لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں اس لئے کہ روایات میں تصریح آچکی ہے کہ اس سے مراد صرف خواتین ہی تھیں۔

عورتوں کی امامت احادیث کی روشنی میں:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا اور جماعت:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے بارے میں ہے کہ آپ فرائض و نوافل دونوں میں عورتوں کی جماعت کرواتی تھیں۔

ابن ابی شیبہ اور امام حاکم حضرت عطاء سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معمول کے بارے میں نقل کرتے ہیں

انها كانت تؤذن و تقيم وتوم النساء فتقوم وسطهن [3]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اذان دیتیں، تکبر پڑھتیں، خواتین کی امامت کرتیں اور درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

امام عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ریطہ حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا عورتوں کی فرائض کی جماعت کرواتیں اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

انھا امتھن فقامت بینھن فی صلوۃ مکتوبۃ[4]

آپ خواتین کو فرائض کی جماعت کرواتیں تو درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

یہی روایت دار قطنی میں ” باب صلوة النساء جماعة و موقف اماهن “ کے تحت ہے۔ امام ذیلعی نصب الرایہ میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت جن کتب، احادیث، مصنف عبد الرزاق سنن دار قطنی، سنن بیہقی میں ہے اس کی سند پر تبصرہ یوں کرتے ہیں

قال النووي في الخلاصہ سندہ صحیح

خلاصہ میں امام نووی ؒ نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام محمد اپنے شیخ امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعی نے فرمایا۔

ان عائشة كانت توم النساء فی شهر رمضان فقوم وسطاً[5]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرواتیں تو درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا اور جماعتِ فرائض

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں حجیرہ بنت حصن بیان کرتی ہیں:

امتنا ام سلمه فی صلوة العصر فقامت بيننا[6]

حضرت ام سلمہ نے ہمیں نمازِ عصر کی جماعت کروائی اور وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

امام ذیلعی اس روایت کی سند کے بارے میں تحریر کرتے ہیں

قال النووی سندہ صحیح

امام نووی نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت امام الحسن رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں

انها رات ام سلمة زوج النبى ﷺ توم النساء قلقوم معهن وصفهن[7]

کہ میں نے حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کو خواتین کی جماعت کرواتے ان کو صف کے درمیان کھڑے دیکھا۔

حاشیہ نصب الرایہ میں ہے

اسناد ھذا کا الذھب

اس روایت کی سند سونے کی طرح ہے یعنی صحیح ہے۔

SCRR

ان روايتها تدل على كراهة جماعة النساء وعملها على نفس الاباحة و كراهة شي لا تنا في جوازه

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت عورتوں کی جماعت کے مکروہ ہونے اور انکا عمل مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے اور شے کا مکروہ ہونا جواز کے منافی نہیں۔

مولانا ظفر احمد عثمانی نے جو مذکورہ بالا دلیل پیش کی ہے۔ اس سے بھی فضیلت کی نفی ہوتی ہے۔

اول:

ولما كان فيه شبهة الكراهة كان الاحتياط في الترك لان الشي اذا تردد بين المذوب المكروه كان ترك المذوب اولى

جب اس جماعت میں مکروہ ہونے کا شک پایا تو اسے ترک کرنا ہی بہتر ہے۔ اور شے جب مندوب اور مکروہ کے درمیان دائر ہو تو مندوب کا ترک کرنا ہی بہتر ہے۔

وہ خود اس سے عدم جواز پر استدلال نہیں کر رہے بلکہ کہہ رہے ہیں کہ احتیاط بہتر نہیں تو یہ فضیلت کی نفی ہے۔

اس روایت کی راوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور بیشک ان کا اپنا عمل اس کے برعکس ہے۔ جس طرح آپ دلائل عدم جواز میں پڑھ چکے ہیں۔

اب حسب ضابطہ جب راوی کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو تو گویا روایت قابل حجت نہیں بلکہ راوی کا عمل اس کے منسوخ ہونے کی دلیل بن جاتا ہے۔ تو گویا پیش کردہ روایت منسوخ قرار پائی۔ تراویح میں جماعت کروانا از خود بول رہا ہے آپ کا عمل بعد کا ہے۔

ممکن ہے روایت کے اسی ضعف کی وجہ سے آج تک کسی حنفی نے بھی اسے بطور دلیل پیش نہیں کیا بلکہ پہلی روایات ہی ذکر کرتے ہیں۔

اگر کوئی ان روایات کو ناسخ قرار دیتا ہے تو اس پر یہ ظاہر ہو جانا چاہئے کہ یہ ناسخ نہیں بن سکتیں۔ سب پیچھے گزر چکا ہے کہ روایات جواز بعد کی ہیں لیکن اگر ان کو ناسخ مان لیا جائے تو ان سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کے لیے جماعت سنت نہیں اور سنت کا نسخ کراہیت تحریمی کو متلزم نہیں۔ امام ابن الھمام نے ایسی بات کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

وبتقدیر التسلیم فانمایقید نسخ السنیۃ وھؤلاء یستلزم ثبوت کراھۃ التحریم فی الفعل بل التنزیہ ومرجعھا الی خلاف الاولی [14]

اگر انہیں ناسخ تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے جماعت کا سنت ہونا منسوخ ہو گا اور یہ چیز مکروہ تحریمی کو لازم نہیں بلکہ اسکا ارتکاب مکروہ تنزیہ ہو گا جس کا مرجع خلاف الاولی ہے۔

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کا بھی ایک فرمان ملاحظہ فرمائیے:

بران عمل اولی واحسن معلوم فی شود

ان روایات پر عمل بہتر اور افضل ہے۔

یہاں فقہ حنفی کی مسلمہ دو اور کتب کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے امامت کو جائز قرار دیتے ہوئے افضیلت کی نفی کی۔ فتاوی عالمگیری میں اس مسئلہ پر مشورہ دیتے ہوئے پوری تفصیل میں یوں تحریر کیا۔

و قيا مهن لا تزول الكراهة وصلاتهن فرادى افضل

عورت کے درمیان کھڑے ہونے سے کراہت ختم نہیں ہوتی۔ اور ان کی افرادی نماز (جماعت) سے افضل ہے۔

اسی طرح خلاصہ میں ہے:

وامامۃ المراۃ للنساء جائزۃ الاان صلاتھن فرادی افضل

عورت کا عورتوں کو امامت کروانا جائز ہے جبکہ ان کی تنہا نماز افضل ہے۔ اب ہم تیسری دلیل کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ اگر امامت کروائے گی تو دو قباحتوں میں سے ایک ضرور لازم آئے گی۔

ترک تقدم یا زیادتی کشف:

یہ بات بھی محل نظر ہے۔ ہم ہر ایک کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں۔

ترک تقدم:

امام کا مقتدیوں سے آگے ہونا واجب یا سنت صرف مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے نہیں۔ اگر ان پر واجب ہے تو اس پر کتاب و سنت سے مدلل ذکر کیا جائے۔

امام بدرالدین عینی تحریر کرتے ہیں۔

ارتكاب المحرم فيه في حق الرجال دون النساء اذ كان مطلقاً لما كان يجون الصلوة به

حرام کا ارتکاب مردوں کی صورتوں میں لازم آتا ہے۔ نہ کہ عورتوں کے لیے کیونکہ اگر ترک تقدم ہر حال میں حرام ہوتا تو عورتوں کی نماز جائز ہی نہ ہوتی حالانکہ جائز ہے۔ اگر عورتوں کے لیے آگے کھڑا ہونا واجب اور اسکا ترک حرام ہو تا تو امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسکی خلاف ورزی نہ کرتیں۔

حالانکہ گزشتہ گفتگو سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

امام بدرالدین عینی بھی یوں رقمطراز ہیں:

كيف يكون قيام الامام وسطهن محرما وقد فعلته عائشة وام سلمة وروى عن ابن عباس على ما ذكرنا

عورت کا درمیان میں کھڑا ہونا حرام کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ درمیان میں کھڑی ہوا کرتیں اور حضرت ابن عباس سے بھی اس طرح بیان ہے۔

ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ عورت جب جماعت کروائے تو وہ درمیان میں کھڑی ہو۔

امام ابو الشیخ الاصبھانی کتاب الاذان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے امامۃ النساء کے بارے میں منقول ہے

تؤم المراة النساء وتقوم وسطهن[8]

عورت دیگر خواتین کو جماعت کرواسکتی ہے مگر درمیان میں کھڑی ہو کر۔

عورتوں کی امامت کے حوالے سے تابعین کے اقوال:

حضرت عطاء، حضرت مجاھد، حضرت ابراہیم اور حضرت شعبی رضی اللہ عنھم تمام جواز کے قائل ہیں۔ حضرت صفیان ثوریؒ، امام ابراہیم نخعی اور امام شعبی سے روایت کرتے ہیں:

لا باس ان تصلى المراة با النساء فى رمضان تقوم فى وسطهن

عورت کا رمضان میں عورتوں کو جماعت کروانے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ درمیان میں کھڑی ہو۔

عورتوں کی امامت کے حوالہ سے ائمہ مجتہدین کی رائے:

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اوزاعی اور امام ثوری کے نزدیک عورتوں کی جماعت مستحب ہے۔ فقہ حنفی میں مشہور یہی ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم بھی بلاکراہت اس کے جواز کے قائل ہیں۔ شیخ عبدالرحمن الجزیریؒ شرائط امامت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ جب مقتدی مرد ہوں عورتیں ساتھ ہوں یا نہ ہوں تب امام کا مرد ہونا لازمی ہے۔

فلا تشترط الذكورة فى امامتهن بل يصح ان تكون المراة اماماً لا مراة مثلها باالتفاق ثلثة من الائمة وخالف المالكيه[9]

عورتوں کی امامت کے لیے امام کا مرد ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ عورتوں کی امامت عورت سے ہو سکتی ہے اس پر تین ائمہ امام اعظم، امام شافعی اور امام احمد کا اتفاق ہے۔ مالکیہ اس کے خلاف ہیں۔ شیخ ابو الطیب عظیم آبادی رقم طراز ہیں:

وهذه الروايات كلها تدل على استحباب امامة النساء في الفرائض والنوافل وهذا هوالحق به يقول شافعي والاوزاعى والثورى و ابو حنيفة و جماعة رحمهم الله تعالى [10]

یہ تمام روایات دلالت کر رہی ہیں کہ عورت فرائض و نوافل دونوں میں امامت کرواسکتی ہیں یہی حق ہے۔

امام شافعی، امام اوزاعی، امام ثوری، امام احمد اور امام ابو حنیفہ کی یہی رائے ہے۔

دلائل عدم جواز:

اب ہم ان دلائل کا تذکرہ کرتے ہیں جو عورتوں کی امامت کے عدم جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ ابو داؤد اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صلوة المراة فى بيتها افضل من صلاتها فى حجرتها فى مخدعها افضل من صلاتها فى بيتها

عورت کی نماز کمرے سے اس کی سونے والی جگہ پر افضل ہے اور ظلمت خانے میں نماز اس کے کمرے سے افضل ہے۔

ابن خزیمہ کی دوسری روایت میں ہے:

ان احب الصلوة المراة الى الله فى اشد مكان فى بيتها ظلمة

اللہ تعالی کے ہاں عورت کی وہ نماز سب سے زیادہ محبوب ہے جو ایسی جگہ ہو جہاں گھر میں زیادہ تاریکی ہو۔

ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہم دونوں نے روایت کی

اقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قصر بيتها[11]

سب سے زیادہ اللہ تعالی کا قرب اس نماز پر ہے جو عورت کے گھر کے تہہ خانے میں ہو

ان تمام روایات میں آگاہ کر دیا کہ خاتون اپنے کمرے میں نماز ادا کرے اور جماعت کا تصور ہی نہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ فرمایا

لا خير فى جماعة النساء الا في المسجد وفي جنازه قتيل [12]

ترجمہ: خواتین کی جماعت میں خیر نہیں ماسوائے مسجد کے۔

جماعت یا کسی شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں:

آپ ہی سے مروی طبرانی کی روایت ہے

لا خير في جماعة النساء الا في مسجد جماعة [13]

مسجد میں جماعت کے علاوہ خواتین کی جماعت میں خیر نہیں۔

آپ نے مسجد کے علاوہ کسی مقام پر بھی عورتوں کی جماعت سے خیر کی نفی فرمائی ہے اور مسجد میں صرف مردوں کے ساتھ ہی جماعت میں عورتوں کی شرکت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مسجد میں تنہا خواتین کی جماعت کا کوئی قائل نہیں۔ اس لیے تنہا خواتین کی جماعت مکروہ ہے۔

عورت امام بننے کی صورت میں آگے کھڑی ہو گی یا درمیان میں۔ اگر آگے کھڑی ہوئی ہے تو زیادتی کشف لازم آئے گا۔ اور اگر درمیان میں کھڑی ہوتی ہے تو ترک تقدم لازم آتا ہے۔ حالانکہ وہ مواظبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے واجب ہے۔ یعنی ان دو قباحتوں میں سے ایک قباحت ضرور ہو گی جس کی وجہ سے یہ عمل مکروہ تحریمی ہو گا۔

دلائل عدم جواز کا تجزیہ:

پہلی دلیل کے طور پر جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان سے جماعت کا عدم جواز ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ان میں یہ ہے کہ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے اس سے امامت کا رد کیسے ہو گا؟

کسی نے یہ بات کہی تھی کہ ظلمت خانے میں جماعت کا تصور نہیں ہو تا اس پر امام ابن الھمام نے یہ کہا "لایخفی مافیہ" اس بات کا محل نظر ہونا واضح ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں جو احادیث بیان ہوئی ہیں اُن کے بارے میں درج ذیل تفصیلات ہیں۔

"عورت کو ہر حال میں ستر ڈھانپنا ضروری ہے خصوصاً نماز میں اس وقت زیادہ ہی اہم ہو جاتا ہے۔ جب وہ امام بنے تو ایسی صورت میں وہ اپنے ہر عضو کو اچھی طرح ڈھانپ لے گی اور اس میں زیادہ احتیاط برتے گی۔ اگر چہ وہاں زیادتی کشف ہو۔"

اس تمام گفتگو کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ عورتوں کی امامت جائز ہے کیونکہ دلائل جواز زیادہ مضبوط ہیں۔ خصوصا ایسی تعلیم گاہ میں جہاں اندر ہی امامت کا انتظام ہو۔ اور یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے کہ عورتوں کیلئے اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام بہت ضروری ہے خصوصا اس دور میں جب سینکڑوں اسلامی اقدار مٹ چکی ہیں۔ یہ بات ضروری ہے کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے عورتوں کو بھلا ہوا سبق یاد کروایا جائے۔

اس کے مختلف ذہنی اجتماعات، جمعہ اور عیدین میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ ذہنی علوم سے آگاہ ہو سکیں۔ اگر وہ کسی سکول میں اور گھر میں اجتماعی صورت میں نماز ادا کرنا چاہیں تو پھر بھی رکاوٹ نہ بنا جائے۔ ان اچھی صحبتوں کی وجہ سے معاشرے میں اچھی تبدیلی آسکتی ہے۔

خواتین پر اذان، اقامت اور جمعہ لازم نہیں۔

ولا تقد مهن المرأة ولكن تقوم وسطهن

عورت عورتوں کے آگے کھڑی نہ ہو بلکہ ان کے درمیان میں کھڑی ہو۔

زیادتی کشف:

ہم نے وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ امامت کرواتے وقت درمیان میں کھڑی ہو اس سے یہ خرابی لازم نہیں آتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب امام عورت نے سر تا پا لباس پہنا اور پردہ کیا ہو تو اس صورت میں کشف ہی نہیں اگرچہ زیادتی کشف ہو۔

اسی طرح امام عینی بیان کرتے ہیں:

ان المرأة شانها التيسير في كل الاحوال لاسيما في الصلوة خصوصا اذا امت فانها تحترذ عن الكشاف شئ من اعضائها غاية الاحتراز لا يوجد الكشف اصلا فضلا عن زيادة الكشف

---

1 ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن، باب امامۃ النساء، ص:87،88

2 الاستیعاب فی اخبار الاصحاب، السنن الکبری، ج:1، ص:406، باب السنۃ الاذان والاقامۃ فی البیوت؛ مستدرک، ج:1، کتاب الصلوۃ، ص:203

3 مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ حاشیہ دار قطنی، ج:1، ص:405

4 مصنف عبد الرزاق، ج:1، ص:140، باب المراۃ تؤم النساء؛ سنن دار قطنی، 404:1؛ نصب الرایہ فی تخریج حدیث الھدایہ، کتاب الصلوۃ، ج:2، ص:31

5 کتاب الآثار:44؛ النساء جماعۃ: (مصنف عبد الرزاق، باب المراۃ تؤم النساء، 140:3)

6 نصب الرایہ، کتاب الصلوۃ، 31:2

7 مصنف ابن ابی شیبہ، 127:3

8 مصنف عبد الرزاق، 140:3

9 کتاب الفقہ المذاہب الاربعہ، 409:1

10 التعلیق المغنی، 405:1

11 فتح القدیر، 307:1

12 اعلاء السنن بحوالہ مسند احمد، 21:4

13 اعلاء السنن، 214:4

14 فتح القدیر، 207:1

SCRR